خودنوشت / آپ بیتی

4925CH38

آپ بیتی ایک صنف ہے جس میں لکھنے والا اپنی زندگی کے بعض اہم اور قابلِ ذکر واقعات وتجربات کو دلچسپ انداز میں پیش کرتا ہے۔ آپ بیتی دراصل اپنے بارے میں لکھنا ہے۔ اس میں لکھنے والے کا ایماندار ہونا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ آپ بیتی لکھتے ہوئے بہت سی چیزیں اسے سچ بولنے سے روکتی ہیں۔ چوں کہ ہر شخص اپنے سماج، اپنے طبقے اور اپنے فرقے کے سامنے جواب دہ ہے اسی لیے بعض عقائد ونظریات، اقدار اور قوانین اسے سچ لکھنے اور کہنے سے باز رکھتے ہیں۔ بعض حضرات کو ایسی بہت سی باتوں کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا جسے عرفِ عام میں جرم یا گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ادیبوں کی لکھی ہوئی آپ بیتیاں اپنے اسلوب اور تکنیک کے باعث فکشن کا تاثر پیدا کرتی ہیں۔ بعض حضرات کی آپ بیتی میں خودستائی اور احساسِ تفاخر پایا جاتا ہے۔ اس قسم کی آپ بیتیاں بہت جلد اپنی وقعت کھودیتی ہیں۔

آپ بیتی کے عناصر بہت سے ادیبوں کے یہاں ان کی کتابوں کے مقدمات، دیباچوں یا اُن کے مکاتیب میں مل جاتے ہیں مثلاً باقر آگاہ کے نثری دیباچوں میں ان کے ذاتی احوال ملتے ہیں۔ اسی طرح غالب کے ایک خط میں ان کی زندگی کے سلسلے وار واقعات کا مختصر بیان ملتا ہے۔ حالؔی نے بھی مختصراً اپنی آپ بیتی لکھی ہے جسے مولوی عبدالحق نے مقالاتِ حالؔی میں شامل کر دیا ہے۔ پہلی معروف آپ بیتی سر رضا علی کی 'اعمال نامہ' ہے۔ اس کے بعد اردو میں کثرت سے آپ بیتیاں لکھی گئی ہیں۔ چند اہم خودنوشت سوانح عمریوں میں 'آپ بیتی' (خواجہ حسن نظامی)، 'کالا پانی' (جعفر تھانیسری)، 'آپ بیتی' (عبدالماجد دریا آبادی)، 'گردِ راہ' (ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری)، 'جو رہی سو بے خبری رہی' (بیگم ادا جعفری)، 'ڈگر سے ہٹ کر' (بیگم سعیدہ بانو احمد)، 'یادوں کی برات' (جوش ملیح آبادی)، 'اپنی تلاش میں' (کلیم الدین احمد)، آٹھ جلدوں پر مشتمل 'کاروانِ زندگی' (سید ابوالحسن علی ندوی)، 'شہاب نامہ' (قدرت اللہ شہاب)، 'اس آباد خرابے میں' (اختر الایمان) اور 'شام کی منڈیر سے' (وزیر آغا) وغیرہ شامل ہیں۔

© NCERT not to be republished

یادنگاری/ڈائری

ڈائری کو اردو میں یادنگاری، بیاض، روزنامچہ، دینکی اور یادداشت سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ ڈائری انتہائی ذاتی نوعیت کی تحریر ہوتی ہے۔ ڈائری نگار کی دلچسپی، اس کے خیالات، تصورات اور شخصیت کا عکس اس کے ہر صفحے پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ سوانح لکھنے والے کے لیے ڈائری نگار کی بیاض اور اس کے مکتوبات اہم ماخذ ہوتے ہیں۔

ڈائری ہر آدمی لکھ سکتا ہے۔ ڈائری نگار کو کسی موضوع و مسئلے پر گھنٹوں غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن ڈائری اسی وقت ڈائری کہلائے گی جب کہ ڈائری لکھنے والے کے تجربوں میں کچھ ایسی باتیں بھی ہوں جو دوسروں کے لیے دلچسپ ہوسکیں۔ کسی نہ کسی شعبۂ زندگی میں ڈائری نگار اگر کوئی اہم مقام رکھتا ہے اور سماجی سطح پر مقبولِ خاص و عام بھی ہے تو اس کی ڈائری بھی دلچسپ ہوسکتی ہے۔

ڈائری کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذاتی اور دوسری محاضراتی۔ ذاتی سے مراد وہ ڈائری ہے جس کا موضوع ابتدا سے انتہا تک لکھنے والے کی اپنی شخصیت ہوتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی ذات سے وابستہ دیگر مظاہر اور اشخاص کا ذکر بھی کرتا ہے لیکن دوسری چیزوں کے مقابلے میں اس کی توجہ اپنی ذات پر زیادہ ہوتی ہے۔

محاضراتی سے مراد وہ ڈائری ہے جس میں مصنف اپنی ذات پر توجہ کم دیتا ہے۔ حالاتِ حاضرہ اور دیگر قسم کی سرگرمیوں پر اس کی نگاہ زیادہ ہوتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی یادداشتیں یا روزنامچے اس کی عمدہ مثالیں ہیں جن میں وہ اپنی ذات سے زیادہ سیاسی، سماجی اور تہذیبی سرگرمیوں کو اپنی ڈائری کا موضوع بناتے ہیں۔

اختر انصاری کی ادبی ڈائری، سجاد ظہیر کی کتاب 'روشنائی' کو ادبی ڈائری کہا جا سکتا ہے۔ فیض کی 'ماہ و سالِ آشنائی' بھی ادبی ڈائری کی مثال ہے۔ اردو میں مولوی مظہر علی سندیلوی اور محمد علی ردولوی کے روزنامچوں کا شمار بھی یادگار ڈائریوں میں کیا جاتا ہے۔